ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر شازیہ رزاق
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

اُردو ادب پر ماحولیاتی علوم کے اثرات

Dr Shazia Razzaq
Assistant Professor, Department of Urdu, Lahore College for Woemn University, Lahore.

Impact of Environmental Sciences on Urdu Literature

In view of the scientific studies of present age, Literature holds a unique status in scientific studies also a part of "ecology". My article is a study of the impact of different branches of ecological knowledge on Literature. My objective through this article is to highlight the exceptional characteristic and importance of literature and ecological studies as well as their relationship .The important fact which have revealed as a result of this research work is that literature and ecological knowledge are not aliens .The study shows that they are not inferior or superior to each other but are placed side by side just like members of one family or rays flowing from same source which is human being. Ecological knowledge is revolving around this source in a circle and the rays running there from absorbs in literature and so after getting fresh energy again becomes a part of circle revolving around the source. It is being discussed that literature and ecological knowledge are interlinked and are stepping ahead side by side.

Key Words: *Literature, Scientific, Exceptional, Importance, Ecological, Inferior, Superior.*

ادب اور زندگی کے باہمی تعلق کے حوالے سے معاشرہ، اخلاق، سیاست، نفسیات غرض ہر پہلو پر ناقدانہ و محققانہ بحثوں اور نظریات کی کثرت ہے۔ لیکن ادب اور ماحولیات کے سلسلے میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ ادب، ہر لکھی ہوئی چیز ادب کہلاتی ہے خواہ تخلیقی ہو یا غیر تخلیقی۔ ادب کے لیے انگریزی میں Literature کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

"Literature, a body of written works. The name has traditionally been applied to those imaginative works of poetry and prose distinguished by the intentions of their authors and the perceived aesthetic excellence of their execution". (1)

مختلف لغات میں پیش کی گئی ادب کی تعریفوں اور مفاہیم سے قطع نظر میرے اس مقالے میں ادب سے مراد تخلیقی ادب ہے اور اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں کہ یہ ماحولیاتی علوم کے برابر کھڑا ہے۔ ماحولیاتی علوم میں زیادہ تر ایسے علوم شامل ہیں جن کا براہ راست تعلق سائنس سے ہے۔ ماحولیات یاEcology دراصل حیاتیات کی ایک شاخ ہے جس میں اجسام ماضی، ذی روح، غیر ذی روح اور ان کے مجموعی ماحول کے مابین روابط کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔Ecology کی مختلف تعریفیں سامنے آچکی ہیں مثلا:

"The study of the inter relationship of organisms with their environment and eachother". (2)

"Ecology: is the science that studies the biata (living thing) the environment and their interactions. It comes from the Gree Oikos = House, Logos = Study .
Ecology is the study of ecosystems".(3)

Essentials of Ecology میں درج ہے:

"The scientific study of the distribution and abundance of arganisms and the interactions that determine distribution and abundance". (4)

"Concepts of Ecology" میں بڑی تفصیل سے اس کے آغاز وارتقا اور مفہوم کو واضح کیا گیا ہے:

"Hanns Reiter (1885) appears to have been the first to combine the words oikos (house) and logos (study of) to form the term ecology (Egerton 1977). There is consensus, however, that Haeckle gave definition and substance to the term, which he first used in 1866, in the following statement written in 1877:
By ecology we mean the body of knowledge concerning the economy of nature the investigation of the total relations of the animal both to its inorganic and to its organic environment, including above all, its friendly and inimical relation with those animals and

plants with which it comes directly indirectly in to contract -in a word, ecology is the study of all the complex interrelations of referred to by Darwin as the conditions of the struggle for existence.

The science of ecology often inaccurately referred to as 'biology' in a narrow sense, has thus for formed the principal component what in commonly referred to as 'National History'. As is well shown by the numerous popular natural histories of both early and modern times, this subject has developed in the most closed relations with systematic zoology. The ecology of animals has been dealt with quite uncritically in natural history; but natural history has in any case hud the merit of keeping alive a widespread and interest in zoology".(5)

Ecology کو مختلف سائنسدانوں نے مختلف انداز میں دیکھا ہے مثلاً:

"The French zoologist Isodone Geoffroyst. Hilaire had proposed the term of ecology for "The study of the relations of the organism within the family and society in the aggregate and in the community". (6)

"The English naturalists St. George Jackson Mivart coined the term bexicology, which he defined in 1894 as "Devoted to the study of the relations which exists between the organism and their environment as regards the nature of the locality they frequent, the temperatures and the amounts of light which suit them, and their relations to other organism as enemies, rivals, or accidental and involuntary benefactors". (7)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ:

"As a scientific discipline, ecology does not dictate what is "right" or wrong but after understanding the principles, it is the humans should decide on how to manage the environment. To manage the environment, knowledge of ecology is essential". (8)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

گویا ماحولیات کا علم انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے ماحول کو ہر ذی روح کے لیے سود مند بنائے اسی ماحول کو زندگی کا بنیادی حصہ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ:

"All living things on this earth breath alike ."

اس زمین پر موجود مختلف انواعِ حیات ایک دوسرے سے منسلک اور ایک دوسرے کی زندگی کا حصہ ہیں۔ یہ ایک دسرے سے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو متاثر کرتی بھی ہیں۔ خود انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنی ضروریات، خواہشات اور مقاصد کے حصول کے لیے کائنات میں بکھرے مختلف عناصر کا محتاج ہے جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن ایک دوسرے سے جڑے بھی ہوئے ہیں۔

ادب اور ماحولیات بھی ایک دوسرے سے منسلک ہیں یہ ایک ہی مخرج نور سے پھوٹنے والی کرنیں ہیں اس مخرج کو انسان کا نام دے دیجئے اس انسان کے گرد ماحولیاتی علوم کا ہالہ ہے جس سے پھوٹنے والی کرنیں ادب کو وجود میں لاتی ہیں اور اس میں منعکس بھی ہوتی ہیں۔ اسی عمل کے نتیجے میں نئی توانائی پا کر اپنے مخرج کے گرد بنے ہالے کا حصہ بن جاتی ہے۔ رومان، حقیقت، تخیل، علامت، فطرت، جذبات، نفسیات، جنس، تاریخ، معاشرہ، تہذیب و تمدن، سیاست، اخلاق، روحانیت، اشخاص، چرند پرند غرض ہر حوالے سے دنیا کی کسی بھی زبان کا ادب ماحولیاتی علوم یاEcology کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھ رہا ہے بعض اوقات یہ رفتار زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے بعض دفعہ سست، اور کہیں اس آگہی کی بنیاد رکھنا ابھی باقی ہے۔

ادب، حقیقت اور تخیل کے امتزاج کا حامل ہوتا ہے۔ حقیقت اسے زندگی کے قریب لے جاتی ہے اور تخیل اسے ایک فینٹسی، پر اسراریت اور مافوق العادت دنیا سے جسے مثالی دنیا بھی کہا جا سکتا ہے ہمکنار کرتا ہے۔ تخیل ہی وہ پُل ہے جو حقیقت اور خیال کو باہم منسلک کرتا ہے اور ان کے درمیان کوئی خلا رہنے نہیں دیتا۔ ورڈزورتھ اور کالرج کے "Lyrical ballads" اس کی بہترین مثال ہے جہاں حقیقی ماحول ماورائی اور پر اسرار بن جاتا ہے:

All in a hot and copper sky
The bloody sun at moon
Right up above the most did stand
No bigger than the moon
Day after day, day after day
We stuck, no breath no motion
As idle as a painted ship
upon a painted ocean
Water, Water, every where

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

And all the boards did shrink
Water, Water, every where
No any drop to drink".(9)

ماحولیات کا نمایاں عکس فطرت پرست ادیبوں کے ہاں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ فطرت کی قربت انھیں ماحول کی قربت عطا کرتی ہے اور یہ قربت فکر و احساس کے رشتے کو بھی گہرا کر دیتی ہے لہٰذا ادب میں کہیں درخت خوشی سے تالیاں بجاتے نظر آتے ہیں اور کہیں بارش کی دھن پر بانسری:

مینہ جو برسا تو برگ ریزوں نے
چھیڑ دی بانسری درختوں میں (۱۰)

کہیں یہ درخت اپنی حالت زار پر نوحہ کناں دکھائی دیتے ہیں اور کہیں پتوں کی پازیب فضا میں سریلی دھن بکھیرتی نظر آتی ہے:

پھر ساون رُت کی پون چلی تم یاد آئے
پھر پتوں کی پازیب بجی تم یاد ائے(۱۱)

کہیں ان درختوں کے جھرمٹ سے جھانکتا چاند اپنی کرنوں سے فضا کو منور کرتا ہے اور کہیں ان کی شاخوں پر کھلے شگوفے روشن مستقبل کی نوید لیے ہر طرف اپنی خوشبو بکھیرتے نظر آتے ہیں کہیں ان کی شاخیں دعا مانگتی نظر آتی ہیں اور کہیں اس تقدس کو سمیٹے بیس ہزار میں بک جاتے ہیں ہرے بھرے اشجار:

بیس برس سے کھڑے تھے جو اس گاتی نہر کے دوار
جھومتے کھیتوں کی سرحد پر بانکے پہرہ دار
گھنے سہانے چھاؤں چھڑکتے بور لدے چھتنار
بیس ہزار میں بک گئے سارے، ہرے بھرے اشجار
جن کی سانسوں کا جھونکا تھا ایک عجیب طلسم
قاتل تیشے چیر گئے ان ساونتوں کے جسم (۱۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ماحول سے وابستگی کی بنا پر ایک ادیب کو برف کے ہاتھ پیانو بجاتے نظر آتے ہیں تو کہیں سورج گھر کے دروازے پر ننگے پاؤں کھڑا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں پتھر کے پراسرار شہر میں پتاپتا پتھر کا بن جاتا ہے اور کہیں پر اسرار گہرا نیلا پانی اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے آنے جانے والوں کو تکتا رہتا ہے۔

بھوت، چڑیلیں، آسیب اور سانپ ادب کا حصہ بنتے ہیں پر اسرار ٹیلے، عمارتیں، اندھیرے راستے، تنگ پگڈنڈیاں، خاموش مکان فکر واحساس کے اظہار کا وسیلہ بن کر سامنے آتے ہیں:

پیلے منہ اور وحشی آنکھیں
گلے میں زہری ناگ
لب پر سرخ لہو کے دھبے
سر پر جلتی آگ
دل ہے ان بھوتوں کا یا کوئی
بے آباد مکان
چھوٹی چھوٹی خواہشوں کا
اِک لمبا قبرستان (۱۳)

سانپوں سے بھرے اک جنگل کی آواز سنائی دیتی ہے
ہر اینٹ مکانوں کے چھجوں کی خون دکھائی دیتی ہے (۱۴)

فطرت کے ساتھ وابستگی ازلی ہے اور اس سے دوری انسان کو اپنے وجود سے اپنی پہچان سے دور لے جاتی ہے۔ اسی احساس نے جدید دور میں وجودیت کے تصور کو پروان چڑھایا کہ انسان کو اپنے وجود کے ہونے کا ادراک ہو اور یہ تبھی ممکن تھا جب وہ اس کائنات کا، اس فطرت کا ایک اہم حصہ بن کر رہے اور اپنے ساتھ دیگر نوع حیات کی حقیقت کو بھی جانے۔ وجودیت کے فلسفے سے قطع نظر میں اِس امر پر یقین رکھتی ہوں کہ گر انسان اپنے وجود کی حقیقت کو پالے تو وہ دیگر نوع حیات کے لیے کسی طور حاکمانہ یا ظالمانہ رویہ نہیں اپنا سکتا۔ فطرت اور نوع حیات سے وابستگی انسان کو حقیقت سے آشنا کرتی ہے اور اسے بند دروازوں، ساکت دیواروں اور بنجر زمینوں سے بھی جذبے اوراحساس کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ حیاتیات کی ایک شاخ کے حوالے سے ایکولوجی(Ecology) میں تو ماحولیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے ان کی افزائش وتحفظ کے حوالے سے نظریات پیش کیے جاتے ہیں لیکن افزائش وتحفظ

کا یہ علم ادیب کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ انسانوں کے ساتھ ساتھ دیگر نوع حیات کے جملہ احساسات و جذبات اور اہمیت کو اجاگر کر سکے اور ہمارے ہاں یہ فریضہ رورمان پسند فطرت پرست ادیبوں نے بخوبی سرانجام دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ علامتی اندازِ بیان نے بھی اسے خوب ترقی دی ہے۔ دراصل جس دور میں Ecology کی اصطلاح سامنے آئی اور اس کے حوالے سے سائنسی نظریات و تصورات پیش کیے گئے وہ ۱۸۶۰ء کے بعد کا زمانہ تھا۔ یہ وہ دور تھا جب مغرب میں بھی رومانیت کا عروج تھا اور ہمارے ہاں بھی یہ اپنی شدید صورت میں ۱۹۰۰ء میں ظاہر ہوا۔ اور اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں علامتی پیرائیہ اظہار کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

یہ علامتی پیرائیہ اظہار نہ صرف شعر و ادب کو معنوی وسعتوں سے ہم کنار کرتا ہے بلکہ کائنات کے ذی روح اور غیر ذی رروح کے مابین ایک رابطہ استوار کر دیتا ہے۔ انسان کے مسائل و معاملات اور جذبات و افکار کا اظہار جب ان دیگر ذی روح اجناس سے علامتی اشتراک کے ذریعے ہوتا ہے تو نثر پارہ ہو یا شاعری اپنی تاثیر میں دوچند ہو جاتے ہیں۔

اک الو، اک ریچھ اور اک ہاتھی
شطرنج کے رسیا تھے
آپس میں جانی دشمن تھے
لیکن اپنے شوق کے آگے بے بس تھے
ایک ہی میز پہ بیٹھ کے پہروں کھیلتے تھے
کبھی کبھی کوئی لومڑ، کوئی گدھا یا کوئی عقاب بھی
مہرے بدلنے میں
ان کے حسب حکم مدد کر دیتا تھا(۱۵)
ریشم کے کیڑو! تم ریشم بن رہے ہو
نہیں، تم تو شعری سوغات تخلیق کر رہے ہو(۱۶)

سید محمد جعفری کی نظمیں "مینڈکوں کا الیکشن"۱۷، "کراچی کے مچھر"۱۸، "خلا میں بندر"۱۹ "علامتی پیرایہ اظہار لیے ہوئے ہیں" مصر کے گدھے" بھی اس حوالے سے دیکھی جا سکتی ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

غرض کہ ساحل راوی ہو یا ساحل نیل
الٰہی عمر ہو مشرق کے سب گدھوں کی طویل
طویل عمر ہو گو عقل ہے گدھوں میں قلیل
یہ تیری عقل ہے جس نے کیا ہے تجھ کو ذلیل
گدھا ہے تو تیری خاصیتیں خماری ہیں
جنھیں تو دوست سمجھتا ہے وہ شکاری ہیں [۲۰]

سورج، چاند، گلاب، تتلیاں، بھنورے، آسمان، مرغانِ چمن، مرغان قفس، شہد کی مکھی، بن کے مور، آنگن کی چڑیا، بوجھ اٹھاتے جنور، ہل چلاتے بیل، نالی میں رینگتا کیڑا، کوکو کرتی کوئل، ایک شجر سے دوسرے شجر تک دوڑتی بھاگتی گلہری، خرگوش، کوے، گدھ، عقاب، بلی، کتے، کچھوے، ریچھ غرض ہر نوع کی حیات ادب کا حصہ ہے:

بیٹھا ہوا ہوں صبح سے لارنس باغ میں
افکار کا ہجوم ہے میرے دماغ میں
اشجار بار بار ڈراتے ہیں بن کے بھوت
جب دیکھتا ہوں ان کی طرف کانپتا ہوں میں
بیٹھا ہوا ہوں صبح سے لارنس باغ میں [۲۱]

پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم
دونوں ہی کو امجد ہم نے بچتے دیکھا کم
رنگوں کو کلیوں میں جینا کون سکھاتا ہے
شبنم کیسے رکنا سیکھی تتلی کیسے رَم [۲۲]

ادب اور ماحولیات کا تعلق رومان، تخیل، فینٹسی، فطرت پرستی سے آگے بڑھتا ہوا جب علامت کے دائرے میں داخل ہوتا ہے تو قدیم داستانوں کا رنگ لیے یہاں انسان قالب بدلتے نظر آتے ہیں۔ جانور اور پرندے انسان کی زبان بولتے ہیں یہاں تک کہ انسان کا روپ دھار لیتے ہیں اور انسان بھی جانوروں اور پرندوں کے قالب میں ڈھل جاتے ہیں۔ علامتی کہانیوں میں کئی موضوعات کے تحت مختلف النوع حیات سے تعلق رکھتے کردار، زندگی اور کائنات کے راز منکشف کرتے ہیں۔ انتظار حسین کی تخلیقات اس کی بہترین مثال ہیں جہاں تہذیب، روایت اور

فکر و فلسفہ سے تعلق رکھنے والے موضوعات پر مبنی کہانیوں میں جانور، پرندے، انسان حتیٰ کہ حشرات الارض بھی اہم منصب پر فائز اپنا فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ "آخری آدمی" اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اُن کے افسانہ "کایا کلپ" میں ہیرو شہزادہ آزاد بخت مکھی بن جاتا ہے:

"شہزادہ آزاد بخت نے اس دن مکھی کی صورت میں صبح کی اور وہ ظلم کی صبح تھی کہ جو ظاہر تھا وہ چھپ گیا اور جو چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہو گیا تو وہ ایسی صبح تھی کہ جس کے پاس جو تھا وہ چھن گیا اور جو جیسا تھا ویسا نکل آیا اور شہزادہ آزاد بخت مکھی بن گیا"۔ (۲۳)

"چوہیا نے کیا کھویا کیا پایا":

"اے کوے، تو بھی بہت ودھوان بنتا ہے مگر ایک بات اس بوڑھے کچھوے کی سن لے، جب چوہیا کتابیں پڑھ پڑھ کر علامہ بن جائے تو بڑے بڑے عالم فاضل اس کے سامنے چوہے بن جاتے ہین۔ رکا، پھر بڑبڑایا، مگر جو کچھوا پیدا ہوا ہے وہ چوہا کیسے بن جائے اور یہ کہتے کہتے غڑاپ سے جھیل میں اتر گیا"۔ (۲۴)

"مہابن کے بندروں کا قصہ"(۲۵)، "اجنبی پرندے"(۲۶) جیسے افسانے جہاں ان پرندوں اور جانوروں کے احساسات کا عکس پیش کرتے ہیں وہاں ان کے وجود کی وساطت سے انسانوں کی زندگی کے اتار چڑھاؤ، فکری، نفسیاتی و جذباتی اور معاشرتی مسائل و معاملات کی جھلک بھی دکھاتے ہیں اور تہذیب و تاریخ سے وابستہ روایتوں کے امین بن جاتے ہیں۔

ڈاکٹر انور سجاد نے بھی علامتی پیرائے میں جانوروں اور پرندوں کے احساسات کو نقش کیا ہے۔ مثلاً "پتھر لہو کتا (۲۷)، گائے (۲۸)، بچھو، غار، نقش (۲۹) وغیرہ:

"پھر سب نے مل کر گائے کی زنجیر پکڑی تھی لیکن جیسے گائے کو بھی سب کچھ معلوم تھا وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی انھوں نے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا تکا ایک طرف کھڑا پتھرائی ہوئی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہا تھا"۔ (۳۰)

دراصل آج اکیسویں صدی میں ادب اور سائنس کی حد فاصل مٹ گئی ہے۔ ادب بھی سائنس کی طرح ایک مفروضہ سے لے کر مواد اکٹھا کرنے، تجربے سے گزارنے اور نتیجہ نکلنے کے بعد اس کا اطلاق کرنے کے تمام مراحل سے گزرتا ہے نئی نئی اصناف اور ہئیتی تجربات اس کی دلیل ہیں، لہٰذا ادب بھی سائنس کے شانہ بشانہ کھڑا ہے۔ اس حوالے سے ماحولیات کا علم ادب کا نہ صرف حصہ بنتا ہے بلکہ اس سے فروغ پانے کے ساتھ ساتھ اس پر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اثرات مرتب کرتا بھی نظر آتا ہے۔ ان اثرات کے تحت ماحولیات سے جڑے مسائل کی بھی نشاندہی ہوتی ہے اور اِن کا حل سوچنے کی ترغیب ملتی ہے کمی ہے تو صرف اس بات کی کہ ادب میں ماحولیات سے جڑے مسائل کا حل نہیں بتایا جاتا محض اس کی عکاسی ہو جاتی ہے لیکن مسائل کو دور کرنے کے حوالے سے ادیبوں کی کوشش ادھوری ہو کر بھی اس وجہ سے غیر اہم ہیں کہ وہ ان مسائل کو لفظوں کی صورت عطا کر کے قابل فہم اور قابل غور ضرور بنا دیتے ہیں۔ ایک عام انسان جن پہلوؤں پر کبھی سوچ نہیں سکتا، ادب پاروں کی وساطت سے ان کا علم حاصل کرتا ہے اور اس امید کے سہارے کہ کبھی نہ کبھی وہ علم قابل عمل بھی ہو سکے گا، ادیب اپنی یہ ذمہ داری بھرپور انداز میں ادا کرتا رہتا ہے۔

ادب اور ماحولیات کا باہمی تعلق بہت گہرا ہے۔ ان دونوں کی بنیاد "حیات" ہے خواہ کسی ذی روح کی ہو۔ دونوں کے سوتے ایک ہی مخرج سے پھوٹے ہیں اور وہ "انسان" ہے۔ دونوں کا کام انواع حیات اور عناصر کائنات کی تشریح و توضیح تعمیر اور اصلاح کے ساتھ ترقی ہے۔ دونوں کا نتیجہ انواع حیات اور عناصر کائنات میں مثبت انقلاب ہے اس تعلق کو اس نقشہ کی مدد سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

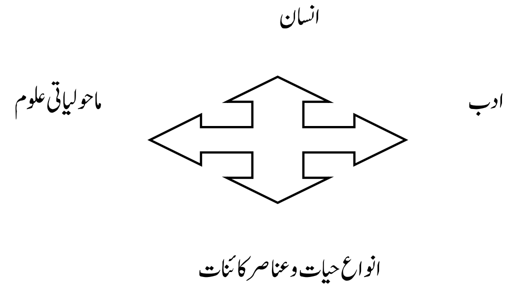

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُس نے اس دنیا کو انسان کے لیے بنایا ہے۔ آدم کی تخلیق ہی اس کائنات کی تخلیق کا سبب ہے اور ایک وہی ہے جس نے اس دنیا میں اللہ کے حکم کو نافذ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ عظمت انسان کو ہر دور میں ادیبوں نے سراہا، علامہ اقبالؔ نے کہا:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ تو آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر

ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

لیکن اس اشرف المخلوقات اور قوت و طاقت کے مالک انسان کو اپنے ماحول میں حاکمیت کا احساس تفاخر لے کر نہیں بلکہ اس کا حصہ بن کر رہنا ہے اپنے جیسے ہر ذی روح اور غیر ذی روح کی انفرادی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے، بغیر کوئی فساد برپا کیے اور اس تنظیم و تعمیر کے لیے اپنے ارد گرد بکھری حیات اور عناصر کائنات کا علم رکھنا بھی ضروری ہے۔یہی علم ایک ادیب کے لیے لازمی ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ ذی روح چیزوں کا نظام زندگی ایک ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نظام زندگی ایک ہونے سے مقام ایک نہیں ہو سکتا انسان بہر حال اشرف المخلوقات ہے اور اسی مخرج سے ادب اور ماحولیاتی علوم کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ادب اور ماحولیاتی علوم کا اطلاقی نظام تو مختلف ہو سکتا ہے لیکن یہ نظریے، مواد و تجربے اور اثرات و نتائج کے حوالے سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

ادب اور ماحولیات کی بات کرتے ہوئے نجانے کیوں مجھے مولانا الطاف حسین حالیؔ کے "مقدمہ شعر و شاعری" کی وہ بحث یاد آ رہی ہے جس میں انھوں نے شاعری پر سوسائٹی کے اثرات اور سوسائٹی پر شاعری کے اثرات کی بات کی ہے، بلاشبہ اگر اکیسویں صدی میں ادب پر ماحولیات کے اثرات اور ماحولیات پر ادب کے اثرات کی بات کر لی جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

دراصل ادب اور ماحولیات آپس میں جڑے تو ہیں لیکن محض عکاسی کی حد تک، ادب میں ماحولیات کی عکاسی ہوتی ہے چونکہ ادیب ماحولیلاتی علوم سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے لہٰذا جن معاملات و مسائل کا عکس پیش کیا جا رہا ہو ان کے حل کے بارے میں ادیب اکثر خاموش رہتا ہے اسی لیے ماحولیات پر ادب کے اثرات مرتب نہیں ہو پائے بات فکر اور احساس کے دائرے تک رہتی ہے عملی میدان میں نہیں اُتر پاتی۔حالیؔ نے جس سوسائٹی کی بات کی تھی وہ انسانوں کی تھی اگر اس میں دیگر ذی روح نوع نوع حیات بھی شامل ہو جائیں تو ماحولیات پر ادب کے اثرات بھی رونما ہونے لگیں کیونکہ اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے ماحولیات کی تعمیر و اصلاح انسان کے ذمہ ہے اور انسان کے کردار، فکر و احساس اور عمل میں ادب کے ذریعے نمایاں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔۔

انسان کی حاکمانہ طبیعت نے اُسے فطرت کی بیخ کنی پر اکسایا اُس نے اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کی خاطر دیگر انواع حیات کو دبانا، مٹانا اور ہٹانا ہی سیکھا اسی وجہ سے وہ اپنے ماحول اور فطرت کا حصہ بننے کی بجائے اُس سے دور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہو گیا۔ ادب کے ذریعے اس انسان کو فطرت کے قریب لایا جا سکتا ہے اسے ماحولیات کی تنظیم، تعمیر کا رستہ دکھایا جا سکتا ہے اور ہر ذی روح کے لیے محبت اور احساس کے جذبے کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ادیب خواہ بچوں کا ادب تخلیق کرے یا بڑوں کا، ماحولیاتی علوم سے آگہی رکھتے ہوئے مسائل سے زیادہ ان کے حل کو بیان کرے۔ اس نظریے کو عام لوگوں تک پہنچائے کہ ہر ذی روح اور غیر ذی روح کی زندگی قابل توجہ ہے۔ انسان کی بربریت اور ظلم کے نتیجے میں ان کی حیات پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ نظر انداز نہیں کیے جا سکتے۔ بوجھ اٹھاتے جانوروں کا دکھ اور ہل چلاتے بیلوں کی تھکن، خاموشی سے قتل ہوتے اشجار اور مسخ ہوتے پرندوں کے گھونسلے اپنے سے طاقتور انسان کو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے احساس اور فکر کی محض علامت نہ بناؤ بلکہ ہماری فکر اور احساس کو عام کرو۔

عکس گل سایہ گیسو تو بن جاتا ہے، پت جھڑ کے آنے پر رس پی کر اُڑتا بھنورا بھی نظر آتا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ انسانوں کو معلوم ہو کہ جب بادل گرجے اور پون چلے تو پھلواری میں پھول بھی ڈرتے ہیں۔

پھولوں سے لدی ٹہنی جھک کر رستے پر بچھتی ہے تو راہگیروں کے پاؤں پڑتی ہے بس اِک نظر کی بھیک کے لیے، ایک خمیدہ بوسیدہ پیڑ کسی کوہستانی سلسلے میں تیز اور خطرناک موڑ پر کئی مسافروں کی دست گیری کا امیں نظر آتا ہے جبکہ کئی گردن فرازانِ جہاں، اس منصب کو حاصل نہیں کر پاتے، بن کر چڑیا اپنی چوں چوں میں جو بھید چھپائے ہے انھیں جاننے کی ضرورت ہے، گلی کے موڑ پر نالی میں بہتا اور زدِ جاروب کھاتا پانی تڑپتا تلملاتا ہے، کہیں پرندوں کو خوفزدہ دیکھ کر خشک شاخیں چیختی ہیں:

خشک شاخیں کبھی ایسے تو نہیں چیختی تھیں
کون آیا ہے پرندوں کو ڈرانے والا (۳۱)

اس خوف کا احساس اور پھر اس احساس کے تحت اٹھائے جانے والے مثبت اقدام ہی ادب اور ماحولیاتی علوم کے رشتے کو مزید گہرا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

قصہ مختصر کہ ادب اور ماحولیاتی علوم اکیسویں صدی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے حیات و کائنات کی تعمیر و اصلاح کے ضامن ہو سکتے ہیں اگر انھیں سائنسی اور غیر سائنسی حد بندی کے دائروں میں قید نہ کیا جائے۔ ماحولیاتی علوم ادب کی تخلیق میں اور ادب ماحولیاتی علوم کی تعبیر و تشریح میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ایک دوسرے پر گہرے اثرات مرتسم کرتے ہیں ضرورت ان کے مابین حد فاصل کے ہلکے سے شائبے کو بھی مٹا دینے کی ہے۔

حوالہ جات

۱. www.britanica.com

۲. Ibid

۳. www.wikipedia.com

۴. Colin P. Towsend, Micheal Begon, Essentials of Ecology, (Second Edition) Blackwell Publishing Company First Indian Reprint 2006, Pg.4

۵. Edward J. Kormondy, Concepts of Ecology (Fourth Edition) PHI Learning Private Limited, New Delhi: 2009, Pg. 3-4

۶. Ibid, Pg. 4

۷. Ibid, Pg. 4

۸. A-Bala Subramanian, Introduction to Ecology, www.researchgate.net/ publications/310021474-8.9.2005

۹. Lyrical Bellads, Edited by RL Bvettand A.R Jones (Second Edition) Routhedge London and New York: 1991

۱۰۔ ناصر کاظمی، دیوان، مشمولہ: کلیات ناصر، لاہور: فضل حق اینڈ سنز، ۱۹۹۲ء، ص ۲۸

۱۱۔ ناصر کاظمی، دیوان۔ مشمولہ: کلیات ناصر، ،، ص ۵۱

۱۲۔ مجید امجد، کلیات مجید امجد (مرتبہ) زکریا، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵۳

۱۳۔ منیر نیازی، تیز ہوا اور ماحول، مشمولہ: کلیات منیر نیازی، لاہور: خزینہ ادب، ۲۰۰۲ء، ص ۲۵

۱۴۔ ایضاً، جنگل میں دھنک۔ مشمولہ: کلیات منیر نیازی، ص ۱۲

۱۵۔ پروین شاکر، صد برگ، مشمولہ: ماہ تمام۔ اسلام آباد: مرد پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ ص ۲۰۵

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۶۔ کشور ناہید، کلیات کشور ناہید، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ۹۲۲

۱۷۔ سید محمد جعفری، کلیات سید محمد جعفری، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۲۵۲

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۷۱

۱۹۔ ایضاً، ص ۳۳۴

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۸

۲۱۔ ن م راشد، کلیات راشد، لاہور: ماورا پبلشرز، سن ندارد، ص ۱۳

۲۲ امجد اسلام امجد ہم اس کے ہیں لاہور: جہانگیر ک ڈپو اردو بازار، ۱۹۹۹ء ص ۳۲۷

۲۳۔ انتظار حسین، مجموعہ انتظار حسین، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص ۴۲۲

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۱۰۰

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۰۱۱

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۹۷

۲۷۔ انور سجاد، مجموعہ انور سجاد، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۹۳۱

۲۸۔ ایضاً، ص ۸۵۱

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۳۰۔ ایضاً، ص ۸۵۱

۳۱۔ بحوالہ، ممتاز الحق، ڈاکٹر، جدید غزل کا فنی سیاسی و سماجی مطالعہ، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۳ء، ص ۳۷